

Registered L No. 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۱۲) مطبوعہ ۱۸ مارچ ۱۹۰۴ء بروز جمعہ جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

لودیانہ پریسبیٹیرین کا جلسہ ماہ اپریل کے اول بدھ وار کو مقام انبالہ شہر میں بوقت ۱۱ بجے دوپہر منعقد ہوگا؛

تبت مشن - مسٹر بین سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات نے گوٹانگ کے قریب بعارضۂ دل وفات پائی - جمعہ کے دن جنگی عزت کے ساتھ دفن کیا گیا؛

لنڈن میں جاپانی بیواؤں اور پس ماندوں کے لئے چندہ ۲ ہزار ۲ سو پونڈ ہو گیا ہے؛

روسی جاسوس اطلاع دیتے ہیں کہ جاپانی خلیج پیکسن پر اوترے ہیں اور منچوریا تک پہنچنے کے لئے کوئی اور راستہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں در برف کے تودوں سے پُر ہیں؛

لاہور میں ایک حجام نے رائے چونی لال ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کے ہاں چوری کی اور اسباب بیچتا ہوا گرفتار ہوا تحقیقات پر اور بھی شرکائے جرم پکڑے گئے - جن کی خانہ تلاشیوں سے بعض اور چوریوں کا مال برآمد ہوا ہے؛

لائل پور میں عنقریب ضلع ہوگا؛

ایچیسن چیف کالج کے ۸ میں سے ۶ طالب علم امتحان مڈل میں کامیاب ہوئے - یہہ نتیجہ نہایت ہی اطمینان بخش ہے؛

آگرہ میں ایک گرجا پر بجلی گری - ایک چوکیدار کا کام تمام ہو گیا؛

دہلی پولیس نے چھاؤنی دہلی میں دو اور دلیسوں کو سکہ قلب بناتے ہوئے گرفتار کیا؛

جاپان کے فرقۂ اینو کی مستورات اپنے چہرہ کو گودتی ہیں اور مونچھوں سے آراستہ کر کے اپنی بڑی خوبصورتی خیال کرتی ہیں؛

لاہور میں آوارہ کتوں کے مارنے کا حکم دیا گیا - ورنہ گھے میں پٹہ ڈالدیں؛

امرتسر میں ایک نیا بنک کھولا گیا ہے اور سرمایہ دو لاکھ فراہم کیا گیا ہے - مبارک؛

کوئٹہ میں افواہ گرم ہے - کہ امیر کابل اور لارڈ کرزن صاحب ملاقات کو یہاں آتے ہیں؛

ہندوستان میں تجارتی ٹریڈ مارک کے رجسٹر کرانیکا طریق جاری کیا جاوے گا؛

ناگپور میں ایک ٹیکنکل انسٹی ٹیوٹ و میموریل ہال بصرف ایک لاکھ چالیس ہزار بنانے لگے ہیں؛

مہاراج باغ ناگپور میں ایک بڑا زراعتی سکول بھی کھولینگے - ۱۲۰ طلبہ کی گنجائش ہے؛

حضور لارڈ کچنر صاحب سول انجنیران کی انسٹی ٹیوٹ کے آنریری ممبر منتخب کئے گئے ہیں؛

ایک پارسی لیڈی بمبئی میں تھیٹر میں داخل ہوئی - لیکن پارسیوں نے زور ڈالکر اُسے وہاں سے نکلوا لیا ہے؛

ہندی چائے پر لندن میں ۶ پنس فی پونڈ لیتے ہیں - جرمنی میں ڈیڑھ پنس کر دیا گیا؛

جاپان اور کوریہ کا معاہدہ شائع ہوا - اب کوریہ میں روس کا دخل جتلانا فضول ہے؛

سرویہ کے افسر کرنل مچالویک کو ۱۵ سال قید ہوئی - ملٹری دستاویزات فروخت کیں؛

لودیانہ میں ایک ہفتہ برابر بارش ہوئی اور آٹھ مارچ کو بوقت ۴ بجے شام اولے بھی پڑے - جن کے سبب سردی ذرا اور پکڑ گئی ہے؛

لارڈ پلنکیٹ نیوزیلینڈ کے گورنر مقرر ہوگئے؛

نہر نامہ کے عہد نامہ کی تصدیق واشنگٹن میں فریقین کیجانب سے ہوئی؛

ڈاکٹر عبد الغنی کابل سے آتے ہوئے روک لئے گئے تھے - وہ پشاور میں پہنچگئے ہیں؛

امیر کابل کے حکم سے حاکم جلال آباد نے روک لیا تھا - ایک ماہ بعد مخلصی پائی ہے؛

جیل لاہور کے بعض قیدیوں نے سلاخیں توڑ کر بھاگنے کی کوشش کی - فوراً خبردار ہو گئے اور کوئی قیدی بھاگنے نہ پایا؛

شہر لاہور میں طاعون کہیں کہیں سُننے میں آتی ہے؛

لودیانہ میں آجکل میلہ مویشیاں بڑی رونق سے ہو رہا ہے اور عمدہ عمدہ مویشی جو مختلف گاؤں سے آئے ہیں جمع ہیں - میلہ ۱۳ مارچ سے ۱۷ مارچ تک رہیگا؛

اس میلہ میں گھوڑ دوڑ - نیزہ بازی - بائیسکل دوڑ - دوڑیں اور کشتیاں بھی ہوئیں - جیتنے والوں کو انعام دئے جائینگے؛

ہفتہ مختتمہ - ۲۰ فروری کل آمدنی ریلوے ہند ۱۰ لاکھ ۴۵ ہزار ۰۰ ۷ سو روپیہ تھی - فی میل ۲۸۴ روپیہ؛

تار خبر سے معلوم ہوا ہے کہ روسیوں نے چار بڑی توپیں بذریعہ ریلوے نیوچانگ میں اُتاری ہیں؛

امریکہ میں جاپان کے حق میں ہمدردی کا فیلنگ ترقی پر ہے جیکے لئے

ایڈیٹوریل نوٹس

ایڈیٹر البدر کا خبط

تعجب ہو کہ کچھ عرصہ سے ایڈیٹر البدر نے اپنے پیرجی کی تقلید میں اِس امر کو اپنا فرض کلی قرار دے رکھا ہو کہ جس طرح ہو سکے واہی تباہی تُند خالی اور سب و شتم کے وسیلے سے مسیح ابن مریم کی توہین و تذلیل میں اپنی بساط سے بڑھکر کوشش کیا کرے لیکن چونکہ اہل اسلام حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ایک عظیم الشان اور اولوالعزم نبی تسلیم کرتے ہیں اِس لئے اُس کی شان میں توہین و تذلیل کے کلمات استعمال کرنے سے خوف تھا کہ چاروں طرف سے کافر کافر کا شور مچ جائیگا اور پیرجی سمیت اُنکا بس قافیہ تنگ ہوگا پیرجی کی صلاح و مشورہ سے آپ نے تجویز فرمایا کہ مسلمان جن حضرت مسیح کو مانتے ہیں وہ بیشک تمام الزاموں سے بری ہیں اور انکی شان میں کوئی کلمہ گستاخی کا استعمال کرنا ہمارے نزدیک معصیت ہو۔ یہہ جو کچھ لکھا جاتا ہو ایک یسوع نامی کی نسبت ہو...... جس کا نام تک قرآن شریف اور ہماری دیگر کتب میں نہیں پایا جاتا (البدر مطبوعہ ۱۹۰۴ء)

ہمارے خیال میں ایڈیٹر صاحب یا تو نادانی کے حیلہ میں یا تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ کیا ایڈیٹر صاحب کو معلوم نہیں کہ قرآن اور صاحب قرآن نے بحکم عدم سے میدان ہستی میں ابھی قدم بھی نہیں رکھا تھا جب سے مسیح ابن مریم کی خدائی اور ابنیت انجیل میں مرقوم اور عیسائیوں کا متفق علیہ عقیدہ اور قائم ہو یہی یسوع نامی کو عیسائی اُس وقت خدا مانتے اور ابن اللہ جانتے تھے اُسی یسوع نامی کو وہ اِس وقت خدا اور ابن خدا کہتے ہیں۔ قرآن صاف کہتا ہو وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ یعنے اور کہا نصاریٰ نے مسیح بیٹا اللہ کا ہو۔ پکڑا انہوں عالموں اپنوں کو اور درویشوں اپنوں کو پروردگار سوائے اللہ کے اور مسیح مریم کے بیٹے کو۔ اُسوقت سے اب تک عیسائیوں کا بھی بدستور یہی اعتقاد چلا آتا ہو۔ جس کو وہ اُس وقت ابن اللہ کہتے تھے اُسی کو اب خدا اور ابن خدا مانتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ ایڈیٹر البدر کو اُن کے پیرجی نے کہاں سے یہہ بودا اور ہیچ حیلہ نکال دیا کہ انجیلی یسوع اور قرآنی مسیح ابن مریم ایک ہی شخص نہیں ہو۔ واہ مرزا صاحب اپنے لئے تو ذرا ذرا سی بات کے لئے آسمانی فیصلہ۔ پیشگوئیوں اور الہامات کے مرکبات کی بوچھاڑ لیکن بیچارے ایڈیٹر کو ایسا کام سپرد کرکے صرف یہہ صلاح دیدی کہ بیدھڑک ہانک دو کہ انجیلی یسوع اور قرآنی مسیح ابن مریمؑ سے ایک ہی شخص مراد نہیں ہو۔

مسیح ابن مریمؑ کے متعلق تمام انجیلی بیانات ابتدا سے تا حال بدستور یکساں ہیں۔ اُن میں کسی طرح کا تغیر و تبدل واقع نہیں ہوا۔ عیسائیوں کے جس اعتقاد کو قرآن الزام کی صورت میں پیش کرتا ہو وہ آج بھی اُسی پر قائم ہیں۔ دین عیسوی کی تواریخ سے تو اناجیل اور اہل اناجیل کے انجیلی اعتقاد کی تحریف و تغیر کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔ قرآن سے بھی ہرگز ہرگز یہہ بات ثابت نہیں ہو سکتی کہ قرآنی مسیح ابن مریمؑ اور انجیلی یسوع مسیح سے ایک ہی شخص مراد نہیں ہوا دو مختلف شخص مراد ہیں۔ قرآن میں یہہ بھی لکھا ہو کہ قیامت کے دن خدا مسیح ابن مریمؑ سے کہیگا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنے کیا تونے لوگوں سے کہا کہ تم مجھکو اور میری ماں کو خدا کے سوائے معبود بنالو۔ اِس سے صاف ثابت ہوتا ہو کہ قرآن کا مسیح ابن مریمؑ وہی ہو جسکو عیسائی خدا مانتے ہیں اور چونکہ انجیل کا یسوع مسیح بھی وہی ہو جسکو عیسائی خدا مانتے ہیں اِس لئے تحقیقی اور واقعی امر کے علاوہ منطقی طور سے بھی ثابت ہوتا ہو کہ قرآن کے مسیح ابن مریم اور انجیل کے یسوع مسیح سے ایک ہی شخص مراد ہو۔

اب ایڈیٹر البدر کے لئے یوں کہنے کی کہاں گنجائش ہو کہ انجیل کا یسوع مسیح اور ہو اور قرآن کا مسیح ابن مریم اور ہو؟ ہاں اگر آجکل موضع قادیاں میں کوئی نیا قرآن نازل ہوا ہو تو بیشک ایڈیٹر صاحب بڑے دعوے سے کہہ سکینگے کہ قرآن میں یسوع نامی کا نام تک نہیں۔ اہل اسلام اور اہل نصاریٰ میں سے کسی نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا کہ قرآنی مسیح ابن مریمؑ اور انجیلی یسوع مسیح سے دو مختلف شخص مراد ہیں۔ یہہ ایڈیٹر البدر کا خبط نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہو؟ اگر ایڈیٹر صاحب چشم حق بین کو خاک آلودہ کرکے یہی کہے جاوینگے کہ قرآنی مسیح ابن مریمؑ اور ہو اور انجیلی مسیح ابن مریم اور تو ہم ضرور کہینگے کہ ہم یوں کہنے کے مجاز ہونگے کہ محمد صاحب والا عربی قرآن اور ہو اور مرزا صاحب والا پنجابی قادیانی قرآن اور ہو ورنہ گورو چیلا دونوں جھوٹے اور کذاب ہیں۔

یہہ احتمال دن بدن قوی ہوتا جاتا ہے کہ ہز ایکسیلنسی لارڈ کرزن بہادر مئی آئندہ میں ولایت جاکر واپس تشریف نہ لائیں۔ ایک ولایتی اخبار کا بیان ہو کہ اس حالت میں لارڈ امپتھل گورنر مدراس جو قائم مقام ہونے کے بجائے [illegible] آپ کے جانشین ہونگے۔

خوشی کی بات ہو کہ جو چندہ جاپان کی امداد کیلئے راولپنڈی۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ مدراس وغیرہ مشہور مقامات میں جمع ہوا ہو اور یہہ یاد رہے کہ پچھلے قحط کے موقع پر اہل جاپان نے ۲۵ ہزار روپیہ ہندوستان بھیجا تھا۔

رائٹر کا نامہ نگار ٹوکیو سے تار دیتا ہو کہ مقام سیول فارن منسٹر اور سیکرٹری کے بنگلوں پر گولے پھینکے گئے مگر دونوں بغیر کسی زخم لگنے کے بچ گئے۔ یہہ زیادتی جاپانیوں کے ملکی فریق کیطرف سے خیال کی گئی ہو۔

افسوس ہو کہ جنرل سر آرتھر پامر سابق سپہ سالار ہندوستان کا انتقال ہو گیا۔



مضامین

ستیارتھ پرکاش درپن

(۶۵) سوال

(یہہ سوال غلطی سے رہگیا تھا۔ ٹھیک ترتیب کے لحاظ سے بہت پہلے چھپنا چاہئے تھا)۔

ہماری روزینہ کی روٹی آج ہمیں بخش۔ مال اپنے واسطے زمین پر جمع نہ کرو (متی ۶: ۱۱ و ۱۹)۔

(محقق) اِس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جس وقت عیسیٰ پیدا ہوا تھا اُس وقت لوگ جنگلی اور کنگال تھے۔

(رہبر) نہیں صاحب۔ یہہ غلط ہی۔ یہودی لوگ شائستہ اور آسودہ حال لوگ تھے۔ اُنکی بادشاہی عبادت گاہ یعنے ہیکل موجود تھی۔ ہر قصبہ میں عبادتخانے اور ربّی موجود تھے اور تعلیم دیتے تھے۔ مسیح کا زمانہ نہ صرف یہودوں کی فلاسفی کا زمانہ تھا بلکہ رومی اور یونانی علوم و اشعار کے رواج کے لحاظ سے آگسٹین زمانہ کہلاتا ہی۔ یعنے شائستگی کا زمانہ تھا۔ لہٰذا آپ نے غلط کہا کہ اُس وقت لوگ جنگلی تھے اور کنگال تھے غیر ملک کے تواریخی حالات پر بھی پنڈت جی نے اپنی خیالی گپیں اُڑائی ہیں۔ محقق کی تو یہہ صفت نہیں ہوتی۔

(محقق) اور عیسیٰ بھی ویسا ہی تھا۔ تب ہی تو دن بھر کی روٹی کے حاصل کرنے کی خدا سے دعا مانگتا ہی اور دوسروں کو بھی تعلیم دیتا ہی۔

(رہبر) انجیل مقدس سے ہم معلوم کرتے ہیں کہ مسیح صاحب ہنر اور علم تھا اور تیس برس کی عمر تک اُس نے یہہ حاصل کر لئے تھے اور روٹی کے لئے کسی کا محتاج نہ تھا اور نہ علم کی کمی تھی (دیکھو لوقا ۲: ۴۷ و ۵۱ و ۵۲) یہہ سبب تھا کہ وہ اپنی روٹی کی فکر میں نہیں رہتا تھا (دیکھو یوحنا ۴: ۳۱-۳۲ اور لوقا ۴: ۲) اور جنگلی نہیں بلکہ صاحب علم و دانش تھا حتّٰی کہ لوگ حیران تھے (مقابلہ کرو لوقا ۴: ۱۵-۲۲ اور متی ۱۳: ۵۴) اور پھر جو تعلیم اُس نے دی اور انسان کی نجات اور روحانی زندگی کی جو اعلیٰ اور ممکن فلاسفی مسیح نے سکھلائی اُس کے آگے یونان اور روم اور ہند و چین کی فلاسفی خس کی حیثیت رکھتی ہی کیا پنڈت جی آپ کو شرم نہ آئی جو ایسے شخص کو کنگال اور جنگلی کہدیا۔ آپکے پیرو بھی اب تک اسیطرح موہنہ پھٹ باتیں کہدیا کرتے ہیں مگر یہہ وتیرہ شائستگی اور تحقیق سے بعید ہی۔

اب معلوم کیجئے کہ مسیح دوسروں کو روزینہ کی روٹی کی بابت کیوں اس طرح سکھلاتا ہی اُس کی یہی وجہ ہی کہ لوگ مال اپنے واسطے جمع نہ کریں۔ کیونکہ آدمی دولت پر دل لگاتا اور اُس کو جمع کرتے رہنے کی فکر میں لگا رہتا ہی تو دولت کو اپنا بُت بنا لیتا ہی اور خدا پر سے بھروسہ زائل ہوتا ہی اور یہہ بہت بُرا ہی کیونکہ ایسے دولتمند اپنی جان کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔ دیکھئے (۱ تمطاؤس ۶: ۶-۱۲) جس میں روزینہ کی روٹی اور دولت کا مقابلہ کرکے سمجھایا گیا ہی۔ آجکے لئے روٹی مانگنے سے دو باتیں سمجھائی گئی ہیں۔ ایک یہہ کہ اپنی جسمانی ضروریات کے لئے عرض کریں۔ اور دولتمند ہونیکی فکر کرکرکے اپنے آپکو بے قرار نہ کریں۔ دوسری یہہ کہ آج کے لئے آج دعا کی ہی کل کے لئے کل کرنا اور یوں روز مرّہ اپنے خالق اور آسمانی باپ سے درخواست کرکے اپنا بھروسہ اُس پر جاری رکھنا۔

(محقق) اگر مال جمع کرنا روا ہی تو عیسائی لوگ کیوں مال جمع کرتے ہیں (پنڈت جی آپنے چھین کیوں نہ لیا؟) انکو چاہئے کہ یسوع کے حکم کی تعمیل کرکے سب کچھ خیرات میں دیدیں اور مفلس ہو جائیں۔

(رہبر) نہیں صاحب مسیح کا یہہ مطلب نہیں ہی بلکہ دولت کی پوجا یعنے لالچ کی ممانعت کی گئی ہی (۱) دیکھئے آیت ۲۴ "تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کرسکتے" اِس میں تاکید یہہ ہی کہ دولت کی خدمت نہ کرو بلکہ فقط خدا کی خدمت کرو۔ دولت پر بھروسہ نہ رکھو لیکن خدا پر بھروسہ رکھو کیونکہ اُس کو تمہاری فکر ہی (۱۔ پطرس ۵: ۷) جانوروں کی نسبت تمہاری اُس کو زیادہ فکر ہی اِس لئے تم بھی فقط اُسی پر بھروسہ رکھو اور اُسی کی خدمت کرو نہ کہ دولت جمع کرکے اُس کو معبود بنالو۔ آیت ۱۹ سے ۳۴ تک جو باتیں پیش کی گئی ہیں اُن سے یہی سبق حاصل ہوتا ہی۔

(۲) آیت ۳۳ میں ہی کہ "تم پہلے اُس کی بادشاہت اور راستبازی کو ڈھونڈو تو یہہ سب چیزیں بھی تمہیں ملینگی" یعنے کھانے پینے پہننے کی چیزیں۔ اِسصورت میں خداوند دولت دینے کا وعدہ کرتا ہی لیکن تاکید کرتا ہی کہ پہلے خدا سے شروع کرو۔ اُسکی بادشاہت اور راستبازی کو پہلے ڈھونڈو تو یہہ چیزیں بھی ملینگی۔ دیکھئے پنڈت جی عیسایوں کے دولتمند ہونے کا یہہ سبب ہی۔ اُنہوں نے خدا کو مانا ہی اور اُس راستبازی کو جو مسیح سے ملتی ہی لے لیا ہی تو خدا اُنکی محنت اور کمائی پر برکت دیتا ہی۔ اُنکو زیادہ زور اور سمجھہ دیتا ہی اور اگرچہ وے خداوند کے حکم کے مطابق خیرات میں لاکھہا اور کڑوڑہا روپیہ دیتے رہتے ہیں تو بھی اُن کے پاس کم نہیں ہوتا۔ خدا اُنکو مفلس نہیں ہونے دیتا جیسا آپ چاہتے ہیں۔

(۳) یہہ بھی خیال کیجئے کہ جب ہر روز روزینہ کے لئے دعا مانگنے کی ہدایت ہی اور اُس کے بندے ایسا کرتے ہیں تو خدا کیوں ہر روز اُنکو نہ دیوے اور یہہ اُسکی مرضی ہی کہ کسی کو کم اور کسی کو بہتات سے دیتا ہی۔

بابیں ہمہ یہہ بھی جاننا چاہئے کہ یہہ کوئی فقیر محبول کی تعلیم نہیں ہی کہ لوگ گھٹنوں میں سر دیکے مجہول ہوکر بیٹھہ رہیں اور محنت نہ کریں اور خدا سے روز کی روٹی مانگ چھوڑیں تو پکے پکائے آجایا کرینگے۔ نہیں نہیں یہہ تعلیم ہرگز نہیں ہی بر عکس اِس کے ہم معلوم کرتے ہیں کہ خداوند آپ بھی کام کاج کرتا رہا۔ اور فرمایا کہ "مزدوری مزدور کا حق ہی"۔ محنت کرنا اگرچہ انسان کے لئے ایک دشواری ٹھہرائی گئی لیکن یہی اُسکی برکت کا باعث بھی ٹھہرائی گئی (پیدائش ۳: ۱۹) اور اگر یہہ نکرے تو کھانے کو نہ پائے (۲۔ تسلونیقیوں ۳: ۸ و ۱۰)۔ (اور بھی دیکھو رومیوں ۱۲: ۱۱۔ ۱ تسل ۴: ۱۱ و ۱۲) اِس کے ساتھہ کلام اللہ میں یہہ ہدایت بھی آئی ہی کہ انسان اپنی کمائی کو کِس طریق پر خرچ کرے (نہ کہ جمع کرتا جائے)۔ ایک اپنے بال بچوں کے لئے (۲۔ قرن ۱۲: ۱۴) دوسرا غریبوں کے لئے (متی ۶: ۲۔ اعمال ۶: ۱۔ افسیوں ۴: ۲۸) اور تیسرا طریقہ آمدنی کو خرچ

کاموں میں خرچ کریگا ہو جو خدا کی خدمت کے لئے ہیں (مثال ۲:۹- تمی ۶: ۱۷ ۱۹ تھسلنیکیوں ۲: ۱۸ گلتیوں ۶: ۹)۔ پس ان خدمات کو نظرانداز کرنا اور مال فقط جمع ہی کرتے رہنا۔ لالچ ہے اور ایسا کرنا دولت کو مخدوم بنانا ہے اور اپنے پیٹ کو خدا (فلپیوں ۳: ۱۹)۔

توکل الٰہی کی اس تعلیم سے خداوند نے ایمانداروں کو دنیا کے دو بڑے زبون خیالوں سے محفوظ کر دیا۔ ایک تو ایپی کیورس والی ہے کہ جسمانی خوشی کو حاصل کرنا زندگی کی تمام غرض ہے۔ دوسری فلاسفی ناگی تھی اور ہے جو اپنے تئیں تارک الدنیا بنا بیٹھتے ہیں۔ یہ لوگ ایسیاس یعنے جسم کو ننگا بھوکا اور دکھی رکھنا روح کے لئے ثواب کا باعث جانتے ہیں۔ ایسی نفسانی فلاسفی کے برخلاف خداوند یسوع کی تعلیم یہ ہے کہ تم سب سے پہلے خدا کی بادشاہت اور اس کی راستبازی کو ڈھونڈو اور صرف یہی فکر نہ کرتے رہو کہ کیا کھائینگے کیا پئینگے کیا پہنینگے (متی ۶: ۳۱ وغیرہ)۔ ایسی فکر خدا سے غافل کرنے والی ہے۔ اور دوسری طرف جسم کو سراسر ہیچ اور پرورش کے نالائق جاننے کے برخلاف فرمایا کہ تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم ان سب چیزوں کے محتاج ہو۔ اور یہ سب چیزیں بھی تمہیں ملینگی۔ اس سے یہ بات حاصل ہوئی کہ نہ تو زندگی سے بیزار ہو (جیسا کہ بدھ اور اواگون ماننے والے ہندو ہیں)۔ اور نہ دنیا کی چیزوں پر دل لگاؤ اور خدا کی خدمت اور اپنی زندگی کے کاموں میں کھپا ہو۔ یکساں وہ اصول قائم کیا جس پر پنڈت جی نے اعتراض گھڑا ہے۔ یعنے خدا سے مانگو اور اپنی دولت پر بھروسہ نہ رکھو۔ خدا کی بادشاہت اور اس کی راستبازی کو پہلے ڈھونڈو تو یہ سب چیزیں بھی تمہیں ملینگی ۔

نیکی

عقل سے اپنی کیا میں نے سوال
کام کیا کیجے بڑھے جس سے وقار
بولی اللہ یحب المحسنین
حسن نیت ہے عزت کا مدار
کیجے نیکی اپنے اور بیگانہ سے
اس سے بڑھکر کیا ہو وجہ افتخار

رینالڈ کا قصہ

۵ باب

خداوند میں سو جانا

اس میں مطلق ہو نہیں سکتی ہے یاس
مرنے والا جائیگا عیسےٰ کے پاس

رینالڈ کی کل خدمتوں کے بعد اب وہ وقت آیا جبکہ یہ اپنی محنتوں کا بدلہ پاوے اور ابدی آرام میں داخل ہو۔ انجیل میں لکھا ہے کہ ہم بدل جائینگے کیونکہ ضرور ہے کہ یہ فانی بقا کو پہنے اور یہ مرنے والا حیات ابدی کو پہنے اور جب یہ فانی غیر فانی کو اور یہ مرنے والا حیات ابدی کو پہن چکیگا تب وہ بات جو لکھی ہے کہ فتح نے موت کو نگل لیا۔ اے موت تیرا ڈنک کہاں۔ اے عالم ارواح تیری فتح کہاں۔ موت کا ڈنک گناہ ہے اور گناہ کا زور شریعت ہے پر شکر خدا کا کہ جو ہمیں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ فتح بخشتا ہے۔ پس اے میرے عزیز بھائیو تم مضبوط اور ثابت قدم رہو۔ اور خداوند کے کام میں ہمیشہ ترقی کیا کرو یہ جانکر کہ تمہاری محنت خداوند میں عبث نہیں ہے۔ پھر لکھا ہے۔ خداوند فرماتا ہے کہ حیات اور قیامت میں ہوں جو مجھ پر ایمان لائے وہ اگرچہ مرجائے توبھی جئیگا اور جو جیتا ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ کبھی نہ مریگا۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی جس نے مجھسے کہا کہ لکھ اب سے جو مردے خداوند میں مرتے ہیں مبارک ہیں روح کہتی ہے کہ ہاں کیونکہ وہ اپنی محنتوں میں آرام پاتے ہیں۔ یہ آیات ہیں کلام الٰہی کی جنہیں سہو ہونے کا ذرا بھی شک نہیں۔ رینالڈ کو ان آیتوں نے موت کا منتظر بنا دیا تھا۔ وہ اپنی زندگی میں اسیقدر خوش تھا جیسے کہ ایک نوکر اپنے مالک کے اوپر تنخواہ چڑھی ہوئی سوچکر اپنی امیدیں خوش ہوتا ہے بشرطیکہ اس کا مالک ایماندار ہو۔ لیکن رینالڈ کو اگر رنج تھا تو یہ کہ اس نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ نہایت تاریکی کے سن میں گذرانا تھا تو بھی اس کو اپنے منجی سے بہت امید تھی۔ اس کو یقین ہو گیا تھا کہ میں نجات پا چکا اس کو اپنے ابدی آرام کی خوشی تھی۔ آسمانی گھر اور شاہی تاج جو اسے ملنے والا تھا یاد کرکے خوش ہوتا تھا

وہ موت کے دن کا منتظر تھا۔ اُسے دنیا کے چھوڑنے کا بالکل غم نہ تھا نہ بیوی سے جدا ہونیکا رنج تھا کیونکہ اس کو یقین تھا کہ ہم سب پھر ملینگے۔ اکثر وہ خود کہا کرتا تھا کہ میں آسمانی باپ کے پاس جانیکو تیار ہوں۔ مجھے آسمانی تاج لینے کی بڑی خوشی ہے۔ اگرچہ اب تک کوئی خاص بیماری مرض ایسا نہ ہوا تھا جس سے رینالڈ کے آخری وقت کا کوئی سراغ لگا سکے لیکن خدا کی مرضی رینالڈ کی خواہش پوری کرنیکی تھی۔ دن کے چار بجے سر میں شدت سے درد شروع ہوا۔ بیوی کو بلایا اور سر میں برف رکھنے کی فرمائش کی حسب فرمائش برف رکھا گیا۔ مگر مطلق فائدہ نہ ہوا۔ یہ وہ درد سر نہ تھا جو برف رکھنے سے جائے یہ درد جان کے ساتھ جانیکا منتظر تھا درد بڑھتا گیا اور ۹ بجے رات کو بیہوشی طاری ہوئی۔ لیکن رینالڈ کو کچھ آگاہی سی ہو گئی اس لئے بیوی کو بلایا اور کہا دیکھو پادری صاحب کو جلد بلاؤ تاکہ ہمارے ساتھ وہ دعا کریں۔ مسز رینالڈ نے اسی وقت آدمی بھیجکر صاحب کو بلوایا صاحب نے آکر پہلے تو مریض کو کلام الٰہی سے تسلی دی پھر سب نے ملکر رینالڈ کی صحت کی دعا مانگی۔ صاحب تو چلے گئے مگر رینالڈ کی حالت پیشتر سے زیادہ خراب ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ اس میں بات کرنیکی سکت نہ باقی رہی تھی کہ کچھ بول سکے اس لئے اشارہ سے مسز رینالڈ کے بیٹھنے کا حکم دیا۔ یہ حکم پاتے ہی سرہانے چوکی بچھاکر بیٹھ گئی۔ رینالڈ نے کہا کہ مجھ میں زیادہ گویائی کی تاب نہیں۔ اب میں جلد اپنے آسمانی مکان پر جانا چاہتا ہوں جہاں نہ مریض ہو سکونگا نہ رنجیدہ بلکہ اپنے منجی کے ساتھ چین چان اور خوشی کیساتھ ہمیشہ تک رہونگا۔ سوا میری پیاری نیکبخت خاتون تو اب تک میرے شریک حال اور دیندار رہی ہے سو اب آئندہ بھی مسیح سے مدد لیکر ایمان میں پختہ ہوتی جانا۔ کبھی کوئی کام مسیح کے خلاف مت کرنا۔ انجیل میں لکھا ہے کہ تو مرتے دم تک ایماندار رہ تو میں زندگی کا تاج تجھے دونگا۔ سو ایسا کرنا جس میں ہمارا تمہارا آسمانی گھر میں بھی ساتھ ہو۔ بچوں کی حفاظت کرنا۔ انکو راہ راست پر چلنے کی ہدایت کرنا۔ اپنا ایمان مضبوط تھامے رہنا اور اب مجھے معاف کرو۔ مجھ میں بولنے کی سکت نہیں



لوڈیر۔ اب میرا یہہ آخری سلام ہی یہہ کہتے ہوئے بشریت کی کمزوری سے آنسو بھر آئے۔ مگر آنیوالی خوشی نے اس غم کو بھلا دیا۔ مسز رینالڈ ایک تو عورت دوسرے اپنے دیندار شوہر کے منہ سے ایسی باتیں سنکر برداشت نکرسکی اور بیہوش کھاکر گر پڑی ؛

رینالڈ ایکدفعہ اور بولکر ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگیا آخری مرتبہ جو کلمہ اُس کی زبان سے نکلا تھا وہ یہہ تھا "اے مسیح میری روح کو قبول فرما" یہہ کہکر خداوند میں سوگیا۔ پھر کوئی بات رینالڈ نے نہ کہی۔ وہ چڑیا جو ابھی چند دن ہوئے کہ گلشن عالم میں خوشی کے ساتھہ اپنے دن کاٹتی تھی آج نہیں ہی۔ رینالڈ تو ایک دیندار عیسائی تھا۔ جس کی مغفرت کیلئے اُسے اور ہمیں بھی یقین رہا ہی۔ لیکن زندگی کے دشوار گذار مرحلہ کو طے کرنا سب کے لئے آسان کام نہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو سوائے دیندار مسیحیوں کے اور سب کیلئے اس میں دھبا لگ گیا ہی؛

رینالڈ کی موت کی خبر ہوا کی مانند چاروں طرف اڑ چکی تھی۔ اُن کے بیٹے اور بہو بھی آ گئے تھے لہ اب بجائے ایک ماتم رسیدہ کے ہمیں سب لوگ غمگین نظر آنے لگے۔

باہر تجہیز و تکفین کا انتظام ہونے لگا اور پادری صاحب کو خبر دیگئی کہ چار بجے شام کو رینالڈ کا دفن ہوگا۔

۲ بجے دنکو رینالڈ کے گھر میں آدمیوں کا اس قدر ہجوم لگ گیا کہ دوسرے آنیوالوں کیلئے گنجائش باقی نہ رہی اس لئے باہر بھی مجمع ہوگیا وقت مقررہ پر جنازہ اٹھایا گیا اور قریب ساڑھے چار بجے جنازہ قبرستان پہنچایا گیا پادری صاحب نے جنازہ کی دعا پڑھی اور مٹی کو مٹی خاک کو خاک سے ملا دیا۔

(رینالڈ یا تشریح عقائد عیسوی کا پہلا حصہ ختم ہوا)

نوٹس

دوسرا حصہ بھی عنقریب تیار ہی لیکن ہم اپنے مہربانوں کی عنایات کے منتظر رہینگے کہ جسوقت دوسرے حصہ کی کسیقدر فرمائشیں ہمارے پاس جمع ہو جائینگی اُسوقت وہ بھی شایع کرایا جائیگا۔ مشتہر مصنف

سوچنے کا علم

دوسرا باب

(سلسلہ کے لئے دیکھو نور افشاں مطبوعہ ۳ مارچ صفحہ ۸)

چارلس! میں نے خیال کیا تھا کہ میں تمکو آج پھر دیکھونگا میں دیکھتا ہوں کہ تم آج اپنے جہاز سے کھیلتے ہو۔ یہہ ہوا کے رُخ پر کیسا عمدہ جارہا ہی! کیا تم مجھے بتلا سکتے ہو کہ تمہارا جہاز پانی پر کیوں تیر رہا ہی اور ڈوب کیوں نہیں جاتا؛

ہنری! وجہ اس کی یہہ ہی کہ جہاز لکڑی کا بنا ہوا ہی اور لکڑی بہت ہی ہلکی ہوتی ہی؛

مگر دیکھ کہ یہہ گولی تو تمہارے جہاز سے دس گنا کم وزنی ہی۔ دس گنا نہیں بلکہ سو گنا ہلکی ہی تب بھی اگر ہم اُس کو پانی میں ڈالیں تو یہہ فوراً ڈوب جاتی ہی۔ اسکی وجہ کیا ہی؟

میں تو اسکی وجہ بتلا نہیں سکتا۔ میں نے اس پر ہرگز کبھی نہیں سوچا۔ اگر آپ اسکی وجہ جانتے ہیں تو بتلا دیجئے۔ اس سے فائدہ کیا ہی کہ تم مجھ سے حیران کر دینے والے سوالات تو پوچھتے ہو مگر انکی بابت بتلاتے کچھ نہیں ہو؟ آپ نے مجھے یہہ نہیں بتلایا کہ لٹو کیوں گھومتا ہی۔ کھوکھلے لٹو سے کیوں آواز آتی ہی اور گیند کیوں اچھلتا ہی اور پتنگ ہوا میں کیوں اُڑتی ہی؟

ہاں۔ میں نے تمہیں نہیں بتلایا۔ اور یہی معقول وجہ ہی۔ میں چاہتا تھا کہ تم ذرا اس پر سوچو تاکہ تم خود اُس کا سبب دریافت کر لینے کے قابل ہو جاؤ اور اگر تم کو ہر ایک بات بتلا دیجا دے تو تم کبھی بھی سوچنے والے نہ بنوگے۔

اگر مجھے کوئی ایسا آدمی ملجاتا جو مجھے سوچنا سکھلاتا تو میں سیکھنے کا بڑا مشتاق ہوتا۔

اچھا تو۔ اگر تم سوچنا سیکھنا چاہتے ہو تو میں حتی الامکان تمکو سکھلاؤنگا اور تم وہ سب باتیں معلوم کر لوگے جو میرا مہربان اُستاد مسٹر ورایٹ مجھے سکھلاتا ہی۔ اُس نے مجھ پر بڑی توجہ کی ہی اور میں نے بھی بہت قدر ترقی کی ہی۔ وہ مجھے بتلاتا ہی کہ ہر ایک شے جسپر نظر پڑتی ہی سوچنے والے شخص کے لئے بڑی خوشی کا موجب ہوتی ہی۔ اناج کے دانوں میں اُسے خوراک نظر آتی ہی جسپر لاکھوں آدمیوں کی زندگی منحصر ہی۔ سن سے جو کھیت میں اور ریشم سے جو بھیڑوں کے بدنوں پر اگتی ہی اس کو بنی آدم کی پوشاک کا تصور گذرتا ہی اور اوس کے قطروں میں جو گھاس پر جھلملاتی ہی اور ستاروں میں جو آسمان پر جگمگ جگمگ کرتے ہیں وہ خدا کی کاریگری ملاحظہ کرتا ہی۔ اور کوئی ایسی شے نہیں ہی جو اُس کی مفید مطالعہ کا مقصد نہیں؛

اگر میں سوچنا سیکھلوں تو کیا میں جان جاؤنگا کہ لٹو کیوں گھومتا ہی۔ کھوکھلے لٹو سے کیوں آواز آتی ہی اور گیند کیوں اچھلتا ہی اور پتنگ ہوا میں کیوں اُڑتی ہی؟

بالضرور اور ایسی ہی سیکڑوں باتیں جنکا جاننا بڑا مفید ہی مگر دیکھو کہ تمہارا جہاز ایک جگہ قائم نہیں ہی چاہئے کہ تم لنگر ڈال دو۔ میں کل مسٹر ورایٹ کے ساتھہ دریا پر تھا اور ہم دونوں ایک جگہ جا پہنچے جہاں ایک لنگر زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اُس نے اُس کی بابت گفتگو کی اور میں نے پہلے کی نسبت لنگر کی بابت بہت سی باتیں معلوم کر لیں۔ پہلے تو اُس نے مجھ سے سوالات پوچھے تاکہ میں سوچنے لگوں۔ پھر اُس نے میرے سوچنے میں مدد کی اور اُس کے بعد اُس نے ہر ایک بات مجھ پر ظاہر کر دی جنکو میں ہرگز کبھی نہ سمجھتا تھا۔

کاشکہ میں بھی اسوقت وہاں تمہارے ساتھہ ہوتا۔

کاشکہ تم بھی ہوتے اور تم بہت سی قابل شنید باتیں سنتے جنکا میں تم سے ذکر نہیں کر سکتا۔ اسوقت اُس نے مجھے ایک بڑی عجیب کہانی کہی جس سے یہہ ثابت ہوا کہ بہت سوچنے کی نسبت واجب طور پر سوچنا زیادہ تر ضروری ہی۔

وہ کہانی کیا تھی؟ مجھے بتلائیے۔

اُس نے کہا کہ ایک شخص بے فائدہ باتوں پر بہت ہی سوچا کرتا تھا اور مفید مطلب باتوں پر بہت ہی کم۔ وہ ایک روز ایک جہاز پر چڑھا ہوا تھا کہ اُس کا جہاز ٹوٹ گیا اور جونہی کہ اُس نے اپنے گرد لوگوں کو اُن چیزوں کے پکڑنے کیلئے دوڑتے دیکھا جو انکو تیراتی رہیں اُس نے بے وقوفی سے لنگر کو خوب مضبوطی کے ساتھہ پکڑ لیا۔

لنگر کو؟ وہ تو فوراً ڈوب گیا ہوگا۔

کچھہ شک نہیں کہ وہ ڈوب گیا ہوگا۔ اُس نے مجھے ایک اور کہانی بھی بتلائی۔ اور وہ یہہ تھی کہ بیفکر ملاحوں کی ایک

گروہ جنکا جہاز ایک جزیرہ کے پاس جس میں پانی نہ تھا ٹوٹ گیا۔ وے سب کے سب پیاس سے مرجانیکے خطرے میں تھے۔ اُنمیں ایک شخص کو جو باقیوں کی نسبت زیادہ سوچنے کا عادی تھا یہہ خیال گذرا کہ اگرچہ پانی سطح زمین پر تو ہو مگر بیس تیس بارہ فیٹ نیچے تو ضرور ہوگا۔ پس جہاز کے ٹکڑوں میں سے بیلچے اور کدال فراہم کرکے وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھہ ایک کنواں کھودنے لگا۔ اِس طرح سے اُن کو کافی مقدار پانی ملگیا۔

یہہ بڑی عمدہ کہانی ہو کیا اُس نے تمہیں اور کچھہ بھی بتلایا تھا؟

او۔ ہاں۔ بہت کچھہ بتلایا تھا۔ مگر وہ تمام باتیں اب میرے خیال میں نہیں آتیں۔ اُس نے مجھہ سے چادری لنگروں اور گھنٹیدار لنگروں اور لہردار لنگروں اور چھوٹے چھوٹے لنگروں کی بابت ذکر کیا۔ اُس نے کہا کہ یہہ تمام لنگر سوچنے والے آدمیوں کی کوششوں سے اپنی موجودہ کمالیت کے درجہ کو پہنچے ہیں۔ اُس نے مجھہ سے یہہ بیان کرکے کہ کیوں لنگر بڑا ہونا چاہئیے کہ مضبوط رسا اُس کے ساتھہ باندھا جاوے اور کہ بھاری اور مضبوط ہو تاکہ رستے پر بڑا زور ہو اور اس کا ڈنڈا کیوں ہو اسکو ایک پہلو پر گرانے کے لئے تاکہ اُس کے کانٹوں میں سے ایک کانٹا ہمیشہ زمین کے ساتھہ رگڑتا رہے اور اس کے بہت سے کانٹے کیوں ہیں۔ اس لئے کہ سمندر کی تہہ میں وہ کانٹے چٹانوں یا ناہموار جگہوں میں مضبوطی سے اٹک جاویں تاکہ جہاز استقامت کے ساتھہ کھڑا رہے۔ ان تمام باتوں کا بیان کرکے اُس نے مجھے یہہ بتلایا کہ زمینی چیزیں ہمکو آسمانی چیزیں یاد دلاتی ہیں اور اِن کے ذریعہ سے وہ چیزیں ہمارے لئے اور زیادہ مفید ہو جاویں۔ اُس نے کہا کہ سوچنے والی روح کے سامنے خدا ہرشے میں موجود ہو؟　　باقی آیندہ

انسان کی ابتدا

(سلسلہ کے لئے دیکھو نورافشاں مطبوعہ ۱۱ مارچ صفحہ ۲)

اِن وحشیوں کے جزیروں میں جاکر آباد ہونیکے اسباب ہم تب تلاش کریں اگر ہم یہہ ثابت کردیویں کہ جسے ہم آج سمندر کہتے ہیں اور جس حد میں یہہ محدود ہو اُسی حد میں ابتدا سے آجتک محدود چلا آتا ہو لیکن اگر اس بات کا بھی دنیا کو یقین دلادیویں کہ دنیا میں ابتدا سے آجتک کبھی تبدیلی نہیں ہوئی ہرگز زمین پر ہزار ہا دفعہ تبدیلیاں آچکیں ہیں اور سمندر بھی اپنی ابتدائی جگہوں کو چھوڑکر دوسری جگہوں میں محدود ہوچکا ہو تو اُن وحشیوں کے جزائر میں آباد پائے جانے کے اسباب ظاہر ہیں۔ مثلاً ہو سکتا ہو کہ جنکو ہم آج جزیرے کہتے ہیں کسی زمانے میں یہہ کسی بر اعظم کا حصہ ہوں اور اُن وحشیوں کے آباؤ اجداد دیگر انسانوں کے ساتھہ وہاں پر آباد ہوں۔ لیکن سمندر کے جگہ منتقل کرنیسے ان بر اعظموں کا کچھہ حصے پانی میں ڈوب گئے ہوں اور یوں وے بیٹھے بٹھائے اپنے ہم جنسوں سے الگ ہو گئے ہوں اور سمندر کا جگہ بدلنا تو ہمیشہ ثابت ہو۔ دیکھو کسی زمانے میں ملک بنگال کی سطح پر سمندر موجیں مارا کرتا تھا؛

لیکن آجکے دن سمندر کہاں اور ملک بنگال کہاں؛

اس کے سوا زمین پر بڑے بڑے طوفان آچکے ہیں جنکے طفیل سے ایسی جدائیاں ممکن ہیں اور بڑے بڑے بھونچال زمین پر اپنا کام کرچکے ہیں جنکے سبب سے اونچی جگہوں کا نیچا ہونا اور نیچی جگہوں کا اونچا ہونا ممکن ہو۔ پس ایسے ایسے واقعات سے بیٹھے بٹھائے جدائی ممکن ہو۔ کوئی ضرورت جہازوں کی نہ تھی وہ اس کے سوا انسانی دنیا کے بادشاہ بھی شہر بدر ہوکر غیر آباد جزائر میں جہازوں پر بٹھا بٹھا کر بھیجے گئے ہیں۔ ممکن ہو کہ اسی طور سے انسان وہاں پر پہنچائے گئے ہوں اور وہ لوگ زمانہ پاکر وحشی ہو گئے ہوں۔ پس وحشیوں کے لئے الگ الگ آدم مقرر کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں ہو؛

رہا انکا اور انکی نسل اور انسانی گروہ ہونیکا وحشی ہونا سو اُسکی بابت یہہ عرض ہو کہ یہہ وحشی گروہیں ڈگریڈ انسانی نسل ہیں۔ اِس بات کے ثبوت کی چنداں ضرورت نہیں ہو۔ پر نمونہ کے طور پر اُن وحشی اقوام کے حالات ملاحظہ فرما کر دیکھلو جو یورپ اور ایشیا کے ممالک میں کسی زمانہ میں آباد تھیں اور آج بڑی مہذب اقوام بن گئی ہیں اور یہہ بھی ملاحظہ فرمالو کہ جب مہذب قوم کا آدمی غیر مہذب اقوام سے ملتا ہو تو جو اس سے اولاد پیدا ہوتی ہو وہ مہذب شخص کی نسبت ڈگریڈ ہو جاتی ہو اور اس کے سوا اگر کسی انسکو وحشی محض بنتے دیکھنا ہو۔ تو دنیا میں ویسے ہی اسباب جیسے کہ جزائر کے آدمیوں کے وحشی بننے کے ایام میں تھے موجود کرکے دیکھو۔ تب آپ انسانوں کے وحشی بننے آسانی سے دیکھ لینگے؛

مثلاً۔ تمام دنیا پر ویسا ہی گھنا جنگل پیدا ہو جانے دو۔ جیسا کہ حضرت آدم کے عدن سے باہر نکالے جانیکے دنوں میں تھا اور موجودہ انسانی آبادی کو اور انسانی ترقی کو آرام و آسائش کے سامانوں کو الگ کرکے کسی ایسی جگہ نکالدو کہ دنیا کی مخلوقات کو انسان کی بوتک نہ آوے اور زمین کی حالت بدلکر ویسی بنادو جیسی کہ آدم کے ایام میں تھی اور قدرت کی طاقتوں میں اسی درجہ کی ایکٹرشی پیدا کردو اور زمین کی سطح کو طرح طرح کی نباتات اور بیلوں سے گوندھدو اور بڑے بڑے اور گھنے درختوں کی کثرت سے بھردو۔ خبردار کوئی جگہ خالی نہ رہے تب اُس میں وہ تمام درندہ پرندہ اور جنگلی جانور اور پھاڑنیوالے جانور کثرت سے مہیا کرکے تمام زمین جنگل کو انہیں سے بھردو جنکے نام ہمکو معلوم ہیں خواہ موجود ہوں یا نہ ہوں تب ان جانوروں کو ایک دوسرے جانور کو پھاڑنے دو یا ایکدوسرے پر حملہ کرنے دو تو یوں اس جنگل میں قیامت بپا ہوجائیگی ایسی بدامنی کی حالت میں ایک دو آدمی بھی جنگل کے بیچ میں چھوڑکے چلے جاؤ اور وہ بھی آدم کی سی لیاقت والے ہوں۔ اب دیکھو کہ جب چاروں طرف شیروں کی غرشیں سُنی جائیں اور جنگلی ہاتھیوں کے چنگھاڑنے کی صدا کان میں آئیں اور جب گھوڑوں اور گائے بیل پر شیروں کے حملے ہوں اور جب چیتوں اور بھالوؤں اور بھیڑیوں کے ستم آنکھوں کے روبرو ہوں اور جنگل میں کہیں بھاگنے اور پناہ کی جگہ نہ ہو اور سانپوں کی کثرت سے زمین پر قدم رکھنا محال ہو اور بارشیں نوح کا طوفان برپا کرتی ہوں وغیرہ تو ایسی حالت میں ہمارے ڈارون صاحب کو جو بندر ہیں رکھکر دیکھو کہ آپ اور آپکی نسل کیا بنجاتی ہو؟ ہمکو کامل یقین ہو کہ چند لمحوں میں تمام تدابیر معلومہ اور تہذیب

بشری کا نور ہو جائیگی۔ یقیناً انسانیت کا ایسی حالت میں ڈگریڈ ہونا نہ صرف ممکن ہی بلکہ یقینی ہی۔

آئیولیوشن تھیوری

مُلکِ سیالکوٹ

جہاں میں پھرتے منادے کلام اللہ سنائی جاتی ہی انجیل کو بکو تیری

ناظرین۔ میں کوئی انوکھی بات تو آپ کو سُنانے نہیں بیٹھا۔ آپ کو بتایا چاہتا ہوں کہ ہم جو خداوند کی جلالی آمد ثانی کے منتظر ہیں۔ کلیسیا میں کہانتک اس آمد کی تیاری ہو رہی ہی۔ یہہ ان ہوئی حقیقت ہی کہ جبتک تمام دنیا میں ہر فرد و بشر کے کان تک نجات کی بشارت نہ پہنچیگی۔ خداوند کی آمد نہیں ہوگی۔ چین۔ تبت۔ کابل اور بعض جزائر کو چھوڑ ہندوستان اور پنجاب ہی ایسی جگہیں پڑی ہیں کہ ابھی تک خداوند کی نجات اُنکے کانوں تک نہیں پہنچی۔

چمبہ کے علاقہ میں ایسے بہت گاؤں میں نے دیکھے جنہوں نے کبھی مسیحیوں کا نام بھی نہیں سُنا اور المسیح کا نام اُنکے واسطے بالکل نیا اور انوکھا نام تھا۔ حال میں ڈاکٹر بار مشنری یو۔ پی مشن پٹھانکوٹ اس تحصیل میں دورہ کرتے تھے۔ پہاڑی علاقوں میں ایسے گاؤں ملے جنہیں اس سے پیشتر کبھی کوئی مشنری نہیں گیا تھا۔ بعض جگہ ایسے سیدھے سادے لوگ پائے گئے۔ خاصکر چھوٹی ذاتوں میں سے جو تھوڑی سی محنت سے خداوند کے پاس آنے کو تیار ہو سکتے ہیں چونکہ میں خود مشنری صاحب کے ساتھ تھا۔ میں نے معلوم کیا کہ اس علاقہ کا کھیت کلام کے بیج کیواسطے بہت نرم ہی ہم پھرتے پھرتے ریاست کشمیر کے علاقہ شہر کٹھوہا میں پہنچے یہہ شہر ریاست مذکور کا ضلع ہی یہہ شہر برکنار دریائے راوی آباد ہی۔ اچھا بارونق شہر ہی۔ یہاں ریاست کیطرف سے ضلع کچہری ہی اور ایک ڈپٹی کمشنر یہاں عدالت کرتے ہیں لوگ اگرچہ سیدھے سادے ہیں۔ مگر قومی اور ذاتی غرور سے بھرے ہیں۔ میں نے ایک بڈھے زمیندار سے پوچھکر بڑے میاں تم کون ہو تو جواب دیا کہ میں راجپوت۔ چوہدری۔ زمیندار ہوں۔ چھوت چھات بڑی سخت ہی۔ ہم نے بازار میں یہاں منادی کی۔ بہت لوگ جمع ہو گئے بآرام غور سے سنتے رہے۔ یہاں کے ڈپٹی کمشنر کا ہیڈ کلرک بھی سامعین میں سے ایک تھا۔ اُس نے بھی بغور سُنا۔ منادی کے بعد ایک مسلمان درزی نے جو کہ انگریزی علاقہ کا تھا۔ عصمت انبیا پر اعتراض کیا اور دیر تک باتیں کرتا رہا۔

اس شہر میں سب سے عجیب بات جو دیکھی۔ وہ یہہ تھی کہ یہاں واحد العین یعنے کانے آدمی بہت دیکھے۔ ۵۰ فیصدی سے کم نہ ہونگے۔ منادی کے وقت سامعین میں سے بہت کانے تھے۔ ایک بنئے کی دوکان پر گئے وہ بھی کانا۔ حلوائی سے کچھ کھانے کو مول لینے گئے وہ بھی کانا اور تین بنیوں کی دکان پر گئے وہ بھی کانے راہ میں ایک عورت ملی جس کے ساتھ دو بچے تھے اُنمیں سے ایک کانا۔ نہ معلوم اس قدر ریاست نے اس شہر میں کیوں کانے جمع کر رکھے ہیں۔

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

ریاست کشمیر میں ہزارہا ہزار انسان موجود ہیں۔ جن کے کان تک انجیل کی بشارت نہیں پہنچی۔ پہلے جانے کہ ہم سر توڑ کوشش سے اس خدمت کو پورا کریں۔ تب خداوند آویگا۔

میں منت سے التماس کرتا ہوں کہ یو۔ پی مشن۔ سکاچ مشن۔ چرچ مشن۔ جنکا کام ان پہاڑی علاقوں میں ہی۔ کارندے جگہ جگہ مقرر کر دیں کیونکہ کارندے اس علاقہ میں نہیں۔ دیکھئے چمبہ سے لیکر پٹھانکوٹ تک کوئی مناد نہیں۔ کانگڑہ سے پٹھانکوٹ تک ایک بھی مناد نہیں۔ شاہپور کوٹلہ۔ نور پور میں کانگڑے والے مناد بھیجیں۔ ڈلہوزی۔ چواڑی میں چمبہ والے شاہپور دونیرہ پٹھانکوٹ والے۔ مشن کی رپورٹیں تو سیاہ ہوتی ہیں۔ مگر مناد دکھائی نہیں دیتے۔ آؤ کھیت کے مالک کی منت کریں کہ وہ کارندے بھیجے۔

واعظ

راحتِ دل

پہاڑی منادی کے دورے میں ایک دلچسپ بات یہہ دیکھنے میں آئی کہ جب بعض گھروں میں مس کیمل صاحبہ انجیل سنانے گئیں اور راحت دل کے بھجن گائیں۔ تو بعض عورتیں ہندو مسلمانوں سے اُنکے ساتھ گانے لگ جاتیں۔ وہ عورتیں پہلے ہی سے راحت دل کے گیتوں سے واقف تھیں۔ خدا کا شکر ہو کہ راحت دل کا ہر دلعزیز ہونا اُسکے فضل و کرم سے ہی۔ یہی وجہ ہی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں راحت دل چھٹی دفعہ چھپ کر شائع ہوئی ہی۔ پانچویں دفعہ سنہ ۱۹۰۲ء کے آخر میں شائع ہوئی تھی۔ مگر وہ ہاتھوں ہاتھ ایسی جلدی بکی کہ سنہ ۱۹۰۶ء میں پھر اُس کے چھپنے کی ضرورت معلوم ہوئی۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۶ء کے دسمبر میں چھٹی بار چھپ شائع ہوئی ہی۔ پانچویں ایڈیشن میں جو مصحح کی غفلت اور مطبع کی مہربانی سے غلطیاں رہگئی تھیں۔ اس دفعہ تصحیح ہو کر نہایت صفائی اور صحت سے چھپی ہی۔ قیمت مجلد کی فی جلد ۶ ؍ ہی جو لاہور رلیجس بک ڈپو سے درخواست کرنے پر ملسکتی ہی۔

مسیحی میلا

یو۔ پی مشن ظفروال ضلع سیالکوٹ کے مشنری پادری انڈرسن صاحب اور معزز مسیحیوں نے تجویز کی کہ اس علاقہ کے دیہاتی مسیحیوں کا میلا کیا جاوے۔ چنانچہ اس میلے کی تاریخ ۳ مارچ مقرر کی گئی اور واعظین بلائے گئے میلا بمقام عینو والی مقرر ہوا۔ ادھر میلے کی تیاریاں اور خوشیاں ہو رہی تھیں اُدھر آسمان سے باران رحمت نے نازل ہو کر آسمان و زمین کو نہال کر دیا۔ سب جانداروں کے دل باغ باغ ہو گئے۔ ۳ مارچ دن بھر بارش ہوتی رہی۔ اس لئے میلا نہ ہو سکا۔ ۴ مارچ بارش سے کچھ افاقہ ہوا۔ قریب کے گاؤں کے مسیحی آ گئے۔ گانا بجانا خوب ہوا۔ پٹھانکوٹ کے واعظ (جو کسی نہ کسی طرح یہاں پہنچ گیا تھا) نے بچوں کی تعلیم پر لکچر



دیا۔ ازاں بعد بچوں کی دوڑیں ہوئیں۔ اس دن بھی بارش نے میلے کے رنگ میں بھنگ ڈالدی۔ ۵ مارچ کو دن صاف تھا ادھر ادھر سے بہت مسیحی اور مشن کے مناد جمع ہوگئے۔ چنانچہ ۱۰ بجے اور پھر ۲ بجے واعظ نے مسیحی زندگی پر لکچر دیئے اور چندہ بھی ہوا۔ بچوں کو انعام وغیرہ دیئے گئے۔ ۷ مارچ کو اتوار کے دن مسیحیوں کی بڑی جماعت اکٹھی ہوئی۔ اول پادری انڈرسن صاحب نے سنڈے کلاس کی۔ پھر عبادت ہوئی اور واعظ نے خداوند کے دن پر وعظ کیا۔ شام کو جوانوں کی جماعت اور پھر رات کو پریر میٹنگ ہوئے۔ پھر ازاں رخصت شروع ہوئی۔ جس نے واعظ کو جانے کی اجازت دی۔

عیدوال کے مسیحیوں کی مسیحی زندگی کی حالت دیکھکر نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ ان دیہاتی مسیحیوں نے ایک جوانوں کی جماعت کھولی ہوئی ہے جو ہر اتوار کی صبح کو جمع ہوتے۔ کلام الٰہی پڑھتے اور ہر ایک ممبر کلام الٰہی کا آموختہ سناتا ہے اور یہہ کام وہ بغیر کسی مشنری یا پادری کی تحریک کے کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہیں واقعی مسیحی زندگی کام کر رہی ہے یہاں قریب ایک صد کے چھوٹے بڑے مسیحی ہیں۔ خدا کا شکر ہو کہ اچھی حالت میں ہیں۔ یہہ لوگ سیپ نہیں کرتے۔ یا تو کھیتی کرتے ہیں یا چمڑے کا بیوپار۔ ہماری دعا ہے کہ خدا انکو برکت دیوے۔ اس میلے میں بابو دلیہ میل مبشر انجیل اور مس نیگ صاحبہ نے بہت جانفشانی کی۔ مگر مینہ کے سبب میلے کا لطف وہ نہ رہا۔ جیسی کہ امید تھی ؎

راقم ایک میلہ کا ناظر

بنیادی اصول جن پر کل مذاہب متفق ہیں

انسان کو حیوانِ مذہبی کہنا کچھ خلافِ عقل نہیں ہے اگر ہم بعض علما کے قول کے بموجب اس کو فقط حیوانِ ناطق کہیں تو کافی نہو گا کیونکہ اکثر جانوروں میں بھی ایسی باتیں دکھائی دیتی ہیں جو محض عقلِ حیوانی سے متعلق ہیں بلکہ ایسا معلوم دیتا ہے کہ درحقیقت قدرِ قلیل ان کا تعلق قوتِ مدرکہ سے بھی ہے لیکن جانوروں کو کوئی شخص کبھی مذہبی نہ بتلائیگا بلکہ اگر لوگوں سے کہیں کہ بندر یا کتے یا گھوڑے کا خاص مذہب ہے تو ہم ان کے آگے مضحک سے معلوم دینگے اس سے معلوم دیگا کہ انسان ہی فقط ایک پرستار مخلوق ہے اور یہہ بات اعم طور پر پائی جاتی ہے۔ مشکل سے کوئی فرقہ یا قوم ایسی رذیل ہوگی کہ ان کے درمیان مذہب کا خیال مطلق نہو بلکہ تجربہ سے دریافت کیا گیا ہے کہ انسان کا لامذہب ہونا محال حالانکہ بعض لوگ غلطی کی وجہ سے اس بات کے قائل نہیں ہیں ؎

مذہب کا مطلب ہم چاہے کتنا ہی وسیع کیوں نہ لیں لیکن یہہ بات تو صاف و برملا ہے کہ انسان کے درمیان مذہب کا خیال ہونا ایک لازمی بات ہے۔ مختلف مذہبوں کا مقابلہ کرتے وقت ہماری دانست میں ان اصولوں کا ذکر پہلے کرنا مناسب ہے جن پر کل مذاہب متفق ہیں۔ (۱) اعلےٰ مذہب سے لیکے ادنےٰ مذہب تک سب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انسان سے برتر یا اس کے اوپر ایک (یا زیادہ) وجود ہے جس پر انسان کا تکیہ یا بھروسہ ہے اور کہ انسان کا مقدر اسی کے اختیار میں ہے۔ پھر سب مذاہب اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ انسان اور اس وجود (یا وجودوں) کے درمیان ایک لازمی رشتہ ہے انسان بذاتہٖ اس رشتہ کو معلوم کرتا ہے اور یہہ بھی جانتا ہے کہ وہ اپنی حکمت یا طاقت سے اس رشتہ کو منقطع کرنے کا مقدور نہیں رکھتا لیکن اس وجود کی ماہیت کے بارہ میں مختلف مذہبوں میں متفرق خیالات ہیں۔ بعض ایک ہی وجود کو مانتے اور بعض ایک سے زیادہ کے معتقد ہیں لیکن تو بھی یہہ بات غور طلب ہے کہ حالانکہ لوگ بہت سے دیوتاؤں یا خداؤں کے پرستار ہیں لیکن انکے علاوہ وہ اصل وے ایک ہی وجود کو مانتے ہیں اور ان دیوتاؤں کی نسبت ان کا یہہ خیال ہے کہ یا تو وے اسی وجود کے مظہر ہیں اور یا اس کے زیرِ حکومت ہیں۔ اس کے علاوہ کل مذہبوں کا تھوڑا بہت یہہ بھی خیال ہے کہ چونکہ اس برتر وجود اور انسان کے درمیان رشتہ لازمی ہے۔ لہذا اس رشتہ کی وجہ سے انسان پر چند فرائض ہیں۔ جنکو اس کے لئے پورا کرنا اور بعضوں سے کنارہ کش ہونا بھی واجب ہے تاکہ اس کو کچھ مصیبت جھیلنی نہ پڑے اور ان ساری باتوں کے لئے وہ خود ذمہ وار ہے۔ یہہ تو درست ہے کہ بعض لوگ اخلاق اور مذہب کو ایک ہی سمجھکر ان کے مابین امتیاز نہیں کرتے لیکن تو بھی مشکل سے کوئی ایسا فریق پایا جاتا ہوگا جس میں انسان یہہ نہ سمجھتے ہوں کہ ہم اپنے فعلوں کے لئے کسی نہ کسی کے آگے جواب دہ ہیں ؎

پھر سب مذہب اس بات پر متفق ہیں کہ انسان اور اس وجودِ برتر کے درمیان جو رشتہ ہے۔ اس میں کچھ فتور واقع ہوگیا ہے اور اس فتور واقع ہونیکی وجہ تھوڑا بہت کل مذاہب گناہ بتاتے ہیں اور یوں گناہ کے وجود کے قائل بھی ہیں۔ یہہ بات تو عام طور پر ظاہر ہے لیکن ایک خاص اور مقدمہ ثبوت اس بات کا یہہ ہے کہ لوگ اپنے معبود کو راضی کرنے اور اسی رشتہ کو پھر بحال کرنیکی غرض سے طرح طرح کی قربانی یا تپ اور جگ وغیرہ کرتے اور چڑھاوے اور نذر وغیرہ بھی چڑھاتے تاکہ اسکی رضا سے اُن کا بھلا ہو۔ حالانکہ مسلمانوں کی مذہبی کتابوں میں یہہ مرقوم ہے کہ خدا کو کسی طور پر راضی کرنا ممکن نہیں ہے اور ہندوؤں کا بھی یہی قاعدہ ہے کہ جب آدمی کو گیان حاصل ہوگیا تو یہہ رسومات وغیرہ اسکی شان سے بعید ہیں۔ لیکن باوجود ان عقاید کے پھر بھی یہہ دستور آج تک عام طور پر مروج ہے۔ اس کے علاوہ سب مذاہب تھوڑا بہت اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ موت کے بعد بھی انسان کی زندگی ہوتی ہے اور جیسا اس نے موجودہ زندگی میں کیا ہو۔ ویسا ہی موت کے بعد دوسری زندگی میں اس کا ثمرہ پاویگا۔ اس وجودِ آیندہ کے بارے میں لوگوں کے قسم قسم کے خیال ہیں۔ قدیم یہود مذہب کی یہہ تعلیم ہے کہ جسمانی موت کے بعد روح کی کچھ ہستی نہیں لیکن تو بھی اسی مذہب میں ہم اس تعلیم کے برعکس بھی پاتے ہیں کیونکہ لوگوں کو بذاتہٖ آیندہ کے جزا اور سزا کا خیال ہوتا ہے۔ اس بھاری بات کا ذکر کرنا ضروری بات ہے۔ بر ہمیں مثال ہم یہہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ متفرق مذہبوں میں لوگوں کا اعتقاد ہے کہ تا دیتی دنیا میں ارواح کا بھی

وجود ہو اور سب مہذب لوگ کیا چھوٹے کیا بڑے اس بات کو ہم زمانے میں تسلیم کرتے آئے ہیں۔ گویا ایک بدیہی بات ہو اور اس دنیا میں مشکل سے انسان کو کسی ایسی چیز کا خیال یا اعتقاد ہوتا ہو جس کا درحقیقت خارج میں کوئی وجود نہ ہووے ؛

شعر و سخن

زندگی کا تھیٹر

دنیا تماشہ گاہ ہو انسان تماشہ گر
کرتا ہو سات کھیل یہاں آکے ہر بشر
اٹھتا ہو پہلا پردہ تو دایہ کی گود میں
اک طفلِ شیرخوار ہو آتا ہمیں نظر
روتا ہو جو کبھی کبھی ہنستا ہے خود بخود
ہو رنگِ فطرت اُس کی اداؤں سے جلوہ گر
آتا ہو پھر کے طفل دبستاں کا روپ پھر
بستہ بغل میں رُخ پہ چمک اور دل میں شر
جاتا ہے مدرسہ کو مگر رینگتا ہوا
مِصداق ہو جو قولِ بُرندش کا سر بسر
پھر دیکھئے تو آئیگا عاشق کے بھیس میں
آہیں لبوں پہ ہاتھوں سے تھامے ہوئے جگر
دلمیں کوئی خیال نہیں جز خیالِ یار
اشعار سوز و درد کے ہر دم زبان پر
پھر اوپچی بنا ہوا ڈاڑھی چڑھی ہوئی
لڑنے کو شیر سے ہے مہیا کسے کمر
ابرو پہ بل غضب آنکھوں میں دلمیں جوش
آمادہ چھیڑ کرنے کو ہے بات بات پر
سر میں ہوا بھری ہوئی نام و نمود کی
تیار منہہ میں توپ کے گھسنے کو بیخطر
پھر اس کے بعد آپ عدالت پناہ ہیں
وہ توند اور وہ جُبّہ و عمّامہ و کمر
ڈاڑھی نکیلی اور ہیں مونچھیں جھکی ہوئی
آنکھوں میں نورِ معدلت و عقل جلوہ گر
پردہ چھٹا جب اٹھتا ہو ہوتی ہو تب یہ شان
ڈھیلا لباس آنکھوں پہ عینک جھکی کمر
جرابیں نوجوانی کی ان سوکھی ٹانگوں کو
ہیں وسعتِ جہاں سے بھی گویا فراخ تر
مردانہ وہ صدا جو ہلاتی تھی دل کبھی
رکھتی ہو آج گریۂ اطفال کا اثر
وہ کھیل جس کے بعد گرایگا ڈراپ سین
وہ کھیل جس کے بعد ہو پھر قصہ مختصر
عہدِ طفولیت کا وہ ہوتا ہے یادگار
جسمیں دوبارہ ہوتا ہو بے بال و پر بشر
تصویرِ بے ثباتئِ دنیا کی ہو وہ کھیل
بے اختیار ہوتا ہے دل جس کو دیکھکر
دندان و گوش و چشم ہی جب ساتھ چھوڑ دیں
پھر خاک غیرِ مرگ تمنا کرے بشر

وقت

دریا کی اور وقت کی ہو چال ایک سی
بہتے ہیں دونوں ایک ہی رفتار سے سدا
روکے انہیں کسیکی بھلا کیا مجال ہے
سلطان کی فوج ہو کہ ہو عباد کی دعا
گرتا ہو بحر میں وہ تو بحرِ ابد میں یہ
حالت میں انکی فرق نہیں کوئی ظاہرا
لیکن خدا نے چشمِ بصیرت ہو جنکو دی
ہو فرق ایک اُن کی نظر میں بہت بڑا
یعنے کہ بے نتیجہ نہیں آب کی روش
دریا جہاں سے گذرے مقرر ہو فائدہ
شاداب ہوں درخت تو سرسبز مرغزار
کھیتی ہری ہو اور مقامات سے سوا
لیکن جو وقت کو یونہیں بیکار چھوڑ دیں
اُلٹا ضرر ہو نفع کہاں فایدہ کجا

اشرف المخلوقات

ہاتھ میں معمار کے پتھر ہے جو چاہے کرے
اس کو مسجد میں لگا دے یا بنائے بتکدہ
طبع انسانی یونہیں محکوم ہو انسان کی
اُس کے بس میں ہو کہ چاہے اسکو جیسا بنا
اشرف المخلوق وہ ہو کام لے جو عقل سے
بدترین خلق ہو جو جہل کا پیرو ہوا

واقعات اور رائیں

بحیرۂ قلزم میں روس اور سرکار مصر۔ سنیٹ پیٹرزبرگ کی تار بتلاتی ہو کہ امیر البحر وائرنی رس کو حکم ملا ہو کہ ابھی بحیرہ قلزم میں ٹھہرا ہوا جنگی جہازوں کا معائنہ کرے۔ اس پر سرکار مصر چونکہ اٹھی اور وہ پسند نہیں کرتے کہ سویز کنال راگذر بنایا جاوے۔ ایک ٹارپیڈو بوٹ جو سویز کنال سے گذر رہی تھی۔ اُس کے ایک مصری بوٹ سے ٹکر لگی اور مصری بوٹ ڈوب گئی۔ سرکار مصر اس بات کی شکایت کر رہی ہو کہ روس والے مقررہ وقت سے زیادہ کیوں ٹھہرتے ہیں ؛

مقام لینگ کو سے خبر آئی ہو کہ ساحل پر جمدگی سے لڑائی کرنے کے ناقابل پاکر روسی سپاہی بڑی ریل کی پٹری کی طرف لوٹ رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جاپانیوں کا مقابلہ خشکی پر کیا جاوے ؛

تبت مشن سینٹ پیٹرزبرگ والے تبت میں اپنا مشن ماہ فروری میں بھیجنے والے ہیں۔ اب رُوس نے تبت والوں کو اطلاع دی ہو کہ اس وقت وہ آنا ملتوی کر دیں

اِس لئے اغلب ہو کہ شن سنٹ پیٹرز برگ میں مئی کے اختتام پر دلائی لاما کے تحایف لیکر شاہ روس کی خدمت میں حاضر ہو ؛

سمالی لینڈ میں ایک نیا ملاں عدن سے روٹر تار خبر دیتا ہو کہ ایک نیا ملاں جو فرقہ اوگڈا کا سردار ہو بغاوت کا جھنڈا لئے ہوئے مقام ورنی شیلی پر نمودار ہوا ہو۔ ابھی وہ اپنی جمعیت فراہم کر رہا ہو پیشتر اس کے کہ وہ جنگ کا رخ کرے ؛

روس اور انگلینڈ کے تعلقات آنریبل سر چارلس ہارڈنگ سینٹ پیٹرز برگ کے لئے نئے انگریزی ایلچی مقرر ہوئے ہیں۔ کونٹ بینکن ڈارف جو کہ روسی ایلچی ہیں وہ حال میں ہی سنٹ پیٹرز برگ سے لنڈن میں آئے اور شاہ روس کا ایک دستی خط انہوں نے شاہ انگلینڈ کو دیا۔ اس سے پیشتر شاہ انگلینڈ نے روس کو لکھا تھا کہ انگلینڈ جنگ میں دخل نہیں دیگا ؛

اودے پور کے مہارانا کی لڑکی کا دو اگشن گڈہ کے نوجوان حاکم مہاراجہ مدن سنگھ جی کے ساتھ بیاہ ہوا۔ اس موقعہ پر بڑے بھاری جشن ہوئے اور انگریزی طریقہ پر سپیچ بازی ہوئی۔ صاحبان انگریز کی دعوت میں خوب شیمپین اڑی ؛

انڈیانہ (ملک امریکہ) کے ڈاکٹر سیل صاحب اب ایک تجربہ کرنے لگے ہیں۔ جس سے امید رکھتے ہیں کہ آیندہ کالے حبشیوں کی اولاد مصنوعی طریقہ پر گوری پیدا کیجا سکیگی۔ بسند کاروں کا درحقیقت مقالہ کہ گرم جگہ میں رہتے ہوئے بڑا بھاری اثر پڑ جاتا ہو اور اگر کہیں خاص حالتوں میں رکھنے سے کالوں کا رنگ گورا پیدا ہو سکے تو کوئی تعجب کی بات نہوگی ؛

جنرل ایجرٹن نے سمالی لینڈ کے ملاں کو پیغام بھیجا ہو کہ سرکار جنگ کرنیکو آمادہ ہو اور جب تک کہ تم پکڑے یا مارے نہ جاؤ گے جنگ کرنا بند نہیں کریگی اگر تم اطاعت قبول کر لوگے تو اطاعت تب منظور کی جائے گی۔ جب تم بندوقیں مناسب تعداد میں نذر کرو گے ؛

کیپ ٹاؤن میں ملایا کا رہنے والا ایک تجارتی قتل کے جرم میں گرفتار ہوا۔ اُس نے اقرار کیا کہ میری ۲۷ بیویاں ہیں ؛

یورپ میں مرکیو بلک ایک مشہور باجہ بجانے والا ہو۔ اُس نے بوہیمیا میں ایک ریاست شہزادہ ہونی لوہی سے ۲۲۴۰۰ پونڈ کے عوض خریدی ہو ؛

ڈبلن میں ایک عورت کے ساتھ چلن کی بابت جبکہ وہ محض آٹھ برس کی لڑکی تھی۔ کسی شخص نے کچھ افواہ اڑادی عورت نے عدالت کے ذریعہ اپنے چلن کو نیک ثابت کیا اور دس گنی بطور ہرجانہ اُس شخص سے وصول کیں ؛

سمالی لینڈ کا محمد عبد اللہ جنرل ایجرٹن کی کشمکش سے گھبرا کر آرام کر رہا ہو اور ایک نیا ملاں اُس کی جگہ پر کھڑا ہو گیا ہو۔ پایونیر لکھتا ہو کہ نیا ملاں کی سرکوبی میں اتنا خرچ سرکار کو اٹھانا نہیں پڑیگا۔ جتنا کہ پرانے ملاں پر آ چکا ہو۔ ایک لاکھ پونڈ ماہوار کا خرچ سمالی لینڈ کی مہم پر آ رہا ہو ؛

جاپان میں ہر درجہ و مرتبہ کی عورتیں تک اپنا زیور چندہ جنگ میں پیش کر رہی ہیں۔ سونا کثرت سے خزانوں میں جمع ہو رہا ہو۔ خشکی پر بھی جنگ کی بسم اللہ ہو گئی ہو۔ یہ کوریہ کے مقام پنگ یانگ پر ہوئی ہو۔ جاپانی بیان یہہ ہو کہ روسی فوج رسالہ کے گرداوروں کے ساتھ مٹھ بھیڑ ہوئی تھی۔ لیکن جاپانی فوج نے اُن کو مار کر بھگا دیا اور ہزار چینی فوج جاپان کی مدد کو آ رہی ہو۔ روسی جنگی جہازوں نے خلیج فارس میں تین دخانی جہاز گرفتار کئے ہیں ؛

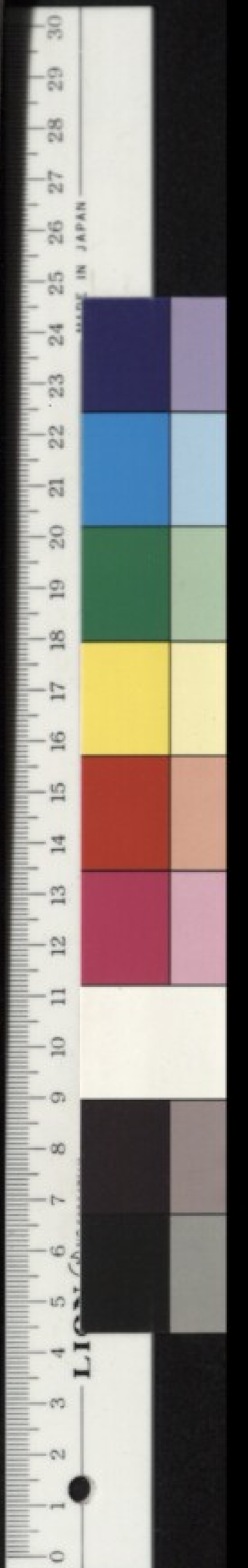
نیو چوانگ میں ایک روسی کا سک نے انگریز قنصل کو سر بازار کوڑوں سے پیٹ ڈالا تمام قاران قنصل جو یہاں موجود تھے سخت غصہ میں ہو گئے۔ اتنے میں روسی افسر نے اپنے سپاہی کی حماقت تمام کر امریکی قنصل سے معافی مانگی اور خود معذرت اُن کو خوش کیا روسی سپاہی کو شمالی کر کے چھوڑ دیا گیا ؛

لاہور میں ایک مسلمان عورت سے اُس کا خاوند کہنے لگا کہ میں کہیں سفر کو جاتا ہوں۔ تم یہاں رہو عورت نے کہا کہ اگر تم چلے جاوگے تو میں خودکشی کر لونگی عورت نے تو یہہ کہا ہی تھا کہ مرد نے افیون کھالی۔ عورت کو خبر ہوئی تو اُس نے بھی کھالی۔ عورت کی تو بہت سی قے آنے پر نکل گئی۔ مگر مرد مر گیا۔ عورت پکڑی گئی جو بعد میں بری ہو گئی ؛

تراونڈرم میں ایک عورت کا خاوند مر گیا اس کے غم میں بیوہ نے اپنے آپ کو کنوئیں میں گرا کر خاتمہ کر لیا جب بیٹی نے ماں باپ کو مرتے دیکھا تو اُس نے بھی خودکشی کر لی

افواج کے صحت کے امتحان سے یہہ تجربہ ہوا ہو کہ پست قد کشادہ سینہ سپاہی سب سے زیادہ طاقتور اور زحمت کش ہوتے ہیں ؛

بوجہ لالہ لچھمن داس صاحب تھرڈ کلارک انگریزی دفتر بنوں کے مستقل نائب تحصیلدار ہو جانے پر بجائی ہیرا سنگھ فورتھ کلارک دفتر ہذا مستقل تھرڈ کلارک ہو گیا اور انکی بجائے مولوی گل محمد خان بی۔ اے فورتھ کلارک اور اُن کی جگہ پر باز گل خان تعینات ہوا ہو ؛





اخبار اور اُس کے فواید

(۱) اخبار ایک لفظ عربی مجموعہ لفظ خبر کا ہی۔ چونکہ غلط العام ہوکر پرچہ اخبار کے معنے میں لیا جاتا ہی۔ یعنی اخبار کا پرچہ وہ پرچہ ہی جس میں مختلف ممالک و مختلف اقسام کی اخبارات درج ہوتی ہیں ؛

(۲) اخبار کے پڑھنے سے مدعا کیا ہی۔ اخبار کے پڑھنے سے انسان کے معلومات وسعت پذیر ہوتے ہیں۔ یعنی ایسے ایسے معاملات سے واقفیت ہوتی ہی جو کسی اور طریقہ سے بالکل ناممکن تھی۔ گویا اخبار کا پڑھنا اپنے معلومات کا بڑھانا نیز طرز تحریر کو ترقی دینا ہی ؛

(۳) اخبار کے پڑھنے سے انسان اگر بغور دیکھے تو اپنے سوشل اور دیگر پولٹیکل معلومات میں ایک خاص ترقی کرسکتا ہی۔ سوداگروں کا معاون حاکمان وقت کا صلاحکار رعیت کے تکالیف کو سرکار انگلشیہ کے پیش کرنے والا جنگ آوروں کا حوصلہ افزا۔ سیاحوں کا خدمتگار۔ اگرچہ تو یہی ایک ہی۔ مضمون نویسوں کو امداد دینے والا۔ سپاہیوں کے رشتہ داروں کو خبر پہنچانیوالا۔ گم شدہ عزیزوں کا سراغ رسان۔ نامہ نگاروں کی داد دینے والا۔ اگر اس کو کہا جاوے تو کسی صورت میں بھی بیجا نہیں ہوسکتا اخبارات کے پڑھنے سے انسان گھر بیٹھے بٹھائے ایسے واقعات سے واقفیت حاصل کرسکتا ہی۔ جو ہزار ہا روپیہ خرچ کرنے سے بھی اُسکو نہیں حاصل ہوسکتیں۔ یہہ اخبارات ہی کی مہربانی ہو جس سے ہم گھر بیٹھے بٹھائے انگلستان۔ افریقہ۔ امریکہ۔ ہندوستان۔ غرضیکہ کل دنیا کی خبریں خرید سکتے ہیں اگر یہہ نہ ہوتا تو ہمیں یہہ کہاں نصیب ہوتا یہہ اخبارات ہی کی عنایت ہو۔ کہ گورنمنٹ انگلشیہ دور کے معلومات پیدا کرکے یہانتک ترقی کرگئی کہ آج اس کی سلطنت میں سورج غروب تک نہیں ہوتا۔ اخبارات ہی نے جاپانیوں کو اس قدر علوم و فنون میں ترقی کرنے کے واسطے اکسایا اخبار ہی ایک ایسی چیز ہو جس کے ذریعہ ہم اس قدر گھر بیٹھے روس و جاپان کی لڑائی دیکھ رہے ہیں۔ تبت کے کنفرنس کے معاملے کے روبرو کھڑے ہیں۔ گویا کل دنیا کے معلومات کو گھر بیٹھے دیکھنا یا جس کے معنے دریا کو کوزہ میں بند کرنا ہو ایک اخبار ہی ہو ؛

(۴) پس صاحبان اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک کی تجارت اعلیٰ معراج پر پہنچے۔ یا ملک کی تعلیم روشنی بہت پھیلے علوم و فنون کی ترقی ہو۔ ملک میں شائستگی پھیلے اور ناشائستگی کا اندھیرا دور ہو تو اخبارات مطالعہ کرو

کوریا

جسکی بابت چین اور جاپان میں ۱۸۹۴ء میں ۱۸۹۵ء میں لڑتے رہے ایک جزیرہ نما ہو جو کہ بحیرہ جاپان اور بحیرہ زرد کے درمیان واقع ہی پہلے یہہ ملک چین کے ماتحت تھا۔ مگر ۱۸۹۵ء کے جنگ کے بعد چین کا تسلط اس پر سے اٹھ گیا اور ملک خود مختار ہوگیا۔ ملک بہت زرخیز ہو اور تاکو چاول۔ ماش۔ مکئی۔ سن۔ پھل وغیرہ بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ تانبا۔ لوہا۔ کوئلہ۔ سونا وغیرہ دہاتیں بھی پائی جاتی ہیں لوگ طاقتور و تنومند ہیں۔ مگر بہت تجارت چین اور جاپان کے ہاتھوں ہی جاری ہی۔ اندازہ کیا جاتا ہو کہ آٹھ سال کے عرصہ میں قریباً ... ۵ جاپانی کوریا میں نقل مکان کرچکے ہیں ؛

سیول دارالخلافہ ہو چیمپالفو۔ چیملپو۔ ماکپو۔ ماسمپو۔ نیوضان۔ جن سن اور سانگ چین بندرگاہ ہیں ؛

کئی سالوں سے کوریا جاپان اور روس کے درمیان

نبیاد فساد ہوتی رہی ہو اور خاصکر اس وقت سے جبکہ روس نے منچوریا کو خالی کرنے سے انکار کیا ؛

۱۸۹۵ء کے عہد نامہ میں جبکہ کوریا خود مختار سلطنت بنائی گئی۔ چین نے اس بات کا بھی اقرار کیا کہ چونکہ جاپان کے تجارتی تعلق کوریا سے زیادہ وابستہ ہیں۔ اس لئے کوریا کی حفاظت کرنا جاپان کا حق ہوگیا۔ جاپان کو اجازت دیگئی کہ وہ مقامات تار برقی کی جاپانی سپاہیوں سے حفاظت کرے جب سے روس نے منچوریا میں زور پکڑا۔ اسکی یہی خواہش رہی کہ کل ہی قوموں کے آدمیوں اور خاصکر جاپانیوں کو کوریا سے نکالدے۔ ۱۹۰۲ء میں برطانیہ اور جاپان کے درمیان عہد نامہ ہوا کہ ہم لڑائی اور صلح میں باہم رہیں گے اور وہ عہد نامہ ابھی تک قائم ہی۔ روس نے تجارتی حقوق کوریا میں حاصل کرنے کے لئے بہت زور لگایا مگر بے فائدہ یہہ روس کی مدت کی چالبازی ہی کہ پہلے تجارتی حقوق کسی ملک میں حاصل کرتا ہو اور بعدازاں اُس جگہ فوجیں روانہ ہوتی ہیں۔ مگر چونکہ جاپان یورپین پالیٹکس کو اچھی طرح سے سمجھتا تھا۔ اس لئے اُس نے روس کی یہاں دال نہ گلنے دی ؛

دھاتیں۔ چند خاصیتیں جو دھاتوں کے لئے خاص ہیں مندرجہ ذیل ہیں ؛

(۱) انکی سطح میں ایک خاص قسم کی چمک ہوتی ہو ؛

(۲) ان میں حرارت بہت جلد اثر کرتی ہو ؛

(۳) تیزاب سے ہائیڈروجن کو جدا کرتی ہیں ؛

(۴) سب دہاتیں غیر شفاف ہیں ؛

(۵) سب اکسیجن کے ساتھ ملسکتی ہیں ؛

ہاربن میں جہاں کہ پورٹ آرتھر اور ولیڈی واسٹک کی ریلوے لائن ملتی ہو سب سے ضروری جنگی حکمت کا مقام ہی۔ اگر جاپانیوں نے پورٹ آرتھر یا ولیڈی واسٹک کیطرف سے بڑھتے ہوئے ہاربن پر قبضہ کرلیا تو یہہ ضروری ہو کہ روس خوار ستے پڑجاوے ؛

موضع مندرہ خیل علاقہ لکی مروت میں ایک شخص کے گھر کو آگ لگی۔ ایک آدمی اور چار بیل مکان کے اندر ہونے کے باعث جلکر راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ علاوہ اسکے اور نقصان بھی بہت ہوا ؛

علاقہ میریاں میں مسلسل بارش کی وجہ سے پانی کا اس قدر بڑا بھاری طوفان آیا کہ ایک آدمی مفقود الخبر ہی۔ غالباً اُسی پانی میں ڈوب گیا ہو۔ لیکن تاحال لاش نہیں ملی ؛

اخبار مارننگ پوسٹ کا نامہ نگار دانت الکستا ہو کر روسی سرحبوں کا ایک بہت بڑا گروہ تاشقند کی طرف روانہ کیا گیا ہو یہ امر بہت معنی خیال کیا جاتا ہو ؛

اشتہارات

ضرورت

ہوشیار پور مشن اسٹیشن میں مندرجہ ذیل کارندوں کی ضرورت ہو ؛

(۱) ایک جنٹس اسسٹنٹ دیہات کے کام کے لئے - تنخواہ اور الونس اس جگہ کے لئے پنجاب مشن کے قاعدوں کے مطابق ہونگے ؛

(۲) ایک بائیبل ودمن - تنخواہ اس عہدہ کی بموجب لیاقت ہوگی ؛

(۳) ایک اُستانی یعنی مسیحی عورت اُستاد یتیم خانہ کے لئے جو مڈل پاس شدہ ہو اور فارسی اور رومن - اردو پانچویں جماعت تک بخوبی پڑھا سکے - تنخواہ عشہ ماہوار اور رہنے کے لئے مکان بلا اسباب کے ؛

(۴) ایک عیسائی اُستانی شہر کے غیر عیسائی سکولوں کے لئے جو فارسی - اردو اور ہندی میں پانچویں جماعت تک بخوبی پڑھا سکے تنخواہ بموجب لیاقت دیجاویگی - درخواستیں بمعہ نقل سند ذیل کے پتہ پر بھیجی جاویں ؛

پادری کے - سی - چٹرجی - ڈی - ڈی ہوشیار پور

عیسائی مناد

ایک عیسائی مناد اور اُس کی بیوی کسی مشن میں خداوند کی خدمت اور بشارت کا کام کرنا چاہتے ہیں - اگر کسی کو ضرورت ہو تو اڈیٹر نور افشاں سے خط و کتابت کرے ؛

پریسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہو

کہ پریسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہو - مہتمم کار صاحبوں کی طرف سے اس بات پر حکمتانہ شہادت ہو - ستاوں برس کے اندر اس فنڈ نے قریب ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دیدیا ہو اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریب بیالیس ہزار روپیہ بطور پونجی رکھا ہوا ہے - کوئی اور پنشن فنڈ ایسا سستا طور پیہ نہیں دیتا ہو - اس میں ہر ایک ہند کا مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہو - جس کسی کو چاہیے - مینجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ؛

درخواست کی جاتی - جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جن کو وہ اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہیں - ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ؛

المشتہر

پادری واٹر - جے - کلارک مینجنگ ڈائرکٹر
سہارنپور

ضرورت

ایک انٹرنس پاس - ہندی میں ہوشیار اور تجربہ کار کمیٹی کرٹ کی ضرورت ہو - تنخواہ مبلغ بیس روپیہ سے تیس ماہوار تک ہوگی ؛

درخواستیں معہ نقول اسناد بنام مشتہر فوراً آنی چاہئیں

المشتہر

پادری اینگ ہیڈ برگ صاحب
بمقام گھرائے ضلع ساگر (وسط ہند)

چھپ گیا ستیارتھ پرکاش چھپ گیا

دھرم ہیر پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر کی مجلد ماسا کتابیں ایک مکمل سیٹ میں چھپکر تیار ہیں جسکا نام کلیات آریہ مسافر رکھا گیا ہو - پہلی قیمت ہیر تھی اب صرف ۱۲ روپیہ - وی - پی خرچ ودعلیحدہ صرف ہوگا - اس میں علاوہ جملہ تصانیف کے پنڈت جی کا فوٹو اور مختصر سوانح عمری بھی درج ہو ؛

منیجر سبھا دھرم پرچارک ہردوار

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ للعہ
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک ؍ للعہ ؍ عہ
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
چوتھائی کالم	صہ	لعہ	عہ
نصف کالم	لعہ	عہ	سہ
پورا کالم	عہ	سہ	ہ
پورا صفحہ	للعہ	عہ	۱۰ ہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ اور ما بعد کے لئے فی سطر کالم ۱ لیکن ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں ؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ معہ محصول عہ

قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پادری ای - ایم - ویری صاحب ڈی - ڈی - اڈیٹر و منیجر نور افشاں کیواسطے امریکن مشن لودیانہ میں ایم - داکی کے اہتمام سے چھپا